رجسٹریشن کا ترمیمی آرڈیننس اور گزارشِ احوالِ واقعی

محمد حنیف جالندھری
ناظمِ اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

دینی مدارس کی رجسٹریشن لازمی قرار دینے کے حوالے سے ایک آرڈیننس جسے ''سوسائٹیز رجسٹریشن ترمیمی آرڈیننس ۲۰۰۵ء'' کا نام دیا گیا ہے، حال ہی میں جاری کیا گیا ہے جس میں ۱۸۶۰ء کے سوسائٹی ایکٹ کے سیکشن ۲۰ کے بعد ۲۱ واں سیکشن دینی مدارس کی رجسٹریشن کے حوالے سے شامل کیا گیا ہے۔ اس آرڈیننس کے تحت تمام دینی مدارس رجسٹریشن کے بغیر نہ تو قائم ہو سکتے ہیں اور نہ ہی کام کر سکیں گے۔ ہر دینی مدرسہ اپنی دینی سرگرمیوں اور کارکردگی کی رپورٹ سالانہ بنیاد پر رجسٹرار کے حوالے کرے گا اور ہر دینی مدرسہ پر لازم ہوگا کہ وہ اپنے اصل اخراجات اور رسیدوں کے بارے میں حسابات کا ریکارڈ فراہم کرے۔ ہر مدرسہ اس بات کی ضمانت دے گا کہ وہ عسکریت، فرقہ واریت یا مذہبی منافرت پر مبنی مواد نہ پڑھائے گا نہ شائع کرے گا۔

اس آرڈیننس کے اجراء کا مختصر پس منظر یہ ہے کہ قیامِ پاکستان سے ۱۹۹۴ء تک دینی مدارس کی رجسٹریشن سوسائٹی ایکٹ ۱۸۶۰ء کے تحت ہوتی رہی ہے۔ ۱۹۹۴ء میں بے نظیر حکومت نے رجسٹریشن پر پابندی عائد کر دی تھی جس کی وجہ سے غیر رجسٹرڈ مدارس کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔ ہم اس دوران وفاق المدارس العربیہ پاکستان اور اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ پاکستان کی طرف سے رجسٹریشن پر سے پابندی اٹھانے کا مطالبہ کرتے رہے مگر پابندی نہ اٹھائی گئی۔ اس موضوع پر موجودہ حکومت سے ہونے والے مذاکرات کے ضمن میں معلوم ہوا کہ حکومت سوسائٹی ایکٹ ۱۸۶۰ء کی بجائے مدارس کی رجسٹریشن کے لئے نیا قانون لا رہی ہے جس کا مقصد مدارس کی حریت وخودمختاری کو مفلوج کرنا ہے۔ چنانچہ ہم نے حکومت پر واضح کیا کہ ہم ۱۸۶۰ء کے سوسائٹی ایکٹ کے علاوہ کسی اور قانون کے تحت رجسٹریشن قبول نہیں کریں گے، اگر کوئی ترمیم ناگزیر ہے تو حکومت مشاورت کے ساتھ اسی ایکٹ میں ترمیم لائے۔ باہمی اعتماد کے ساتھ کی جانے والی ترمیم قبول کی جائے گی۔

چنانچہ وفاقی وزارت مذہبی اُمور نے مجوزہ ترامیم کا مسودہ ہمیں بھجوایا۔ احقر نے اس مسودہ کے ملنے کے بعد ''اتحاد'' کے رابطہ سیکرٹری کی حیثیت سے اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کے قائدین حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب، مولانا مفتی منیب الرحمٰن صاحب، مولانا ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی صاحب، مولانا عبدالمالک صاحب اور مولانا حافظ ریاض حسین نجفی صاحب سے فون پر رابطہ کیا اور عرض کیا کہ وہ اس حساس مسئلہ پر مشاورت فرما کر اپنے اُصولی مؤقف سے مطلع فرمائیں۔ اس کے علاوہ ممتاز دینی وعلمی شخصیت حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب سے بھی اس مسودہ کو ملاحظہ کرنے کے بعد رہنمائی کی درخواست کی گئی۔

ان تمام حضرات نے مسودہ سے اُصولی طور پر اتفاق کیا۔ البتہ مولانا عبدالمالک صاحب (رابطۃ المدارس) نے اسے امتیازی قانون قرار دیتے ہوئے رجسٹریشن کی پابندی قبول نہ کرنے کی رائے دی۔ اسی طرح وفاق المدارس الشیعہ کی طرف سے یہ اشکال کیا گیا کہ تمام مالیات کی سالانہ رپورٹ پیش کرنے کی شرط مناسب نہیں۔ احقر نے اس سلسلہ میں وفاقی سیکرٹری مذہبی اُمور سے بات کی تو انہوں نے بتایا کہ اس سے مراد آڈٹ رپورٹ ہے جو مدارس بالعموم ہر سال شائع کرتے ہیں۔ اس پر عرض کیا گیا کہ اس کی وضاحت آرڈیننس میں نہیں ہے جس پر انہوں نے کہا کہ مذکورہ آرڈیننس کے ساتھ اس کی وضاحت کر دی جائے گی۔ ''اتحاد تنظیماتِ مدارس دینیہ'' میں شامل کسی اور ''وفاق'' نے اس ترمیمی آرڈیننس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

علاوہ ازیں اس ترمیمی آرڈیننس پر احقر کی حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور قاضی حسین احمد صاحب سے بھی مشاورت ہوئی۔ دونوں قائدین نے اس سے اُصولی اتفاق فرمایا، البتہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے شق نمبر 4 میں جو فرقہ واریت اور مذہبی منافرت کی تعلیم نہ دینے سے متعلق تھی، مزید الفاظ کا اضافہ اور تصحیح فرمائی۔ مولانا کی رائے گرامی کے مطابق شق نمبر 4 کی بابت یہ تشریح ہونی چاہئے کہ:...... ''نصاب سے متعلق تقابلِ ادیان، ائمہ مجتہدین اور اربابِ علم کی مختلف آراء کا علمی جائزہ نیز ابواب مغازی کے وہ مضامین جو جہاد کی علمی تحقیق سے متعلق ہوں سیکشن نمبر 21 کی شق (۴) سے مستثنیٰ ہوں گے۔'' باقی ترمیمی آرڈیننس سے مولانا نے مکمل اتفاق فرمایا۔ احقر نے مولانا کی رائے گرامی سے حکومت کو آگاہ کیا اور کہا سب کا متفقہ مؤقف یہ ہے کہ مذکورہ بالا تشریح کو آرڈیننس کا جزو بنایا جائے مگر جب آرڈیننس جاری کیا گیا تو اس میں یہ تشریح نہ تھی۔ چنانچہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے اس سلسلہ میں وفاقی وزیر مذہبی اُمور جناب اعجاز الحق صاحب سے بات کی، انہوں نے کہا کہ جب آرڈیننس اسمبلی میں منظوری کے لئے آئے گا تو ہم یہ تشریح شامل کر دیں گے۔ مولانا نے اس پر اطمینان کا اظہار فرمایا۔ (اسی لئے سرحد حکومت نے بھی اس ترمیمی آرڈیننس کو جاری کر دیا)

جامعہ اشرفیہ لاہور میں ''اتحاد تنظیمات مدارسِ دینیہ پاکستان'' کا ایک انتہائی اہم اجلاس ہوا، جس کا ایجنڈا یہی مجوزہ ترمیمات تھیں۔

اجلاس میں ان ترامیم پر تفصیلی غور وخوض ہوا۔ ایک ایک شق کے مالہٗ وماعلیہ پر طویل بحثیں ہوئیں لیکن بالآخر متفقہ طور پر ان ترامیم کی اُصولی منظوری دی گئی اور بعض جزئیات پر تحفظات سے حکومت کو آگاہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

مذکورہ بالا تفصیل کے بعد یہ بتانے کی ضرورت نہیں رہتی کہ ان ترامیم سے اُصولی اتفاق کسی فرد کی ذاتی رائے نہیں بلکہ ایک اجتماعی فیصلہ ہے جو حتی الامکان وسیع مشاورت کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ ترمیمی آرڈیننس کے اجراء کے بعد ۲۲ راگست ۲۰۰۵ء کو جامعہ محمدیہ اسلام آباد میں جمعیت اہلِ سُنّت کی دعوت پر علماء کرام کا ایک اجلاس ہوا۔ اس اجلاس میں احقر نے مدارس کی رجسٹریشن اور ترمیمی آرڈیننس کے اجراء کے تمام مراحل تفصیل سے بیان کئے۔ شرکاء اجلاس کو ترمیمی آرڈیننس پر جو اعتراضات وتحفظات ہیں وہ درج ذیل ہیں:

تحفظات واعتراضات

۱:...... رجسٹریشن کے قانون پر سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ صرف دینی مدارس کو رجسٹریشن کا پابند بنانا (چاہے وہ کسی بھی ایکٹ کے تحت ہو) غیر منصفانہ ہے۔ اس وقت ملک میں بے شمار تعلیمی ادارے بغیر رجسٹریشن کے کام کر رہے ہیں، انہیں کسی قسم کی رجسٹریشن کا پابند نہیں کیا جاتا جبکہ ان میں اکثر ادارے تعلیم کے نام پر لوٹ کھسوٹ کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ رجسٹریشن کے موجودہ ترمیمی آرڈیننس اور سابقہ ایکٹ مجریہ ۱۸۶۰ء پر یہ اعتراض ہے کہ صرف مدارس کو رجسٹریشن کا پابند بنانا غیر منصفانہ قانون ہے۔

۲:...... ان دونوں قوانین (ایکٹ ۱۸۶۰ء اور ۲۰۰۵) میں مدارس کو سالانہ آڈٹ رپورٹ کی نقل رجسٹرار کو فراہم کرنے کا پابند بنایا گیا ہے جبکہ آڈٹ کا معاملہ اتنا گنجلک اور پیچ در پیچ ہے کہ رجسٹرار اس پر معمولی اعتراض لگا کر متعلقہ مدرسہ کی رجسٹریشن منسوخ یا معطل کر سکتا ہے اور کم از کم یہ کہ مدرسہ کی انتظامیہ کو حسبِ منشاء کام کرنے کا پابند کر سکتا ہے۔

۳:...... اس معاملے کا سب سے خطرناک رُخ یہ ہے کہ مدارس کو آمدن وخرچ کی رسیدیں فراہم کرنے کا پابند بنایا گیا ہے۔ جہاں تک خرچ کی رسیدوں کا معاملہ ہے تو وہ تمام مدارس رکھتے ہیں اور آڈٹ بھی کراتے ہیں لیکن مدارس کو اگر آمدن کی رسیدیں رجسٹرار کے سامنے پیش کرنے کا پابند بنایا گیا تو